

نبی کریم ﷺ کے تعددِ ازاواج پر شبہات کا تحقیقی جائزہ

الشیخ محمد علی الصابونی *

ترجمہ و حواشی: پروفیسر محمد انس حسان، گورنمنٹ ڈگری کالج جہانیاں

کیا تم آفتاب کو دن کے وقت اس کی بلندی پر چمکتے ہوئے دیکھتے ہو؟ اس کی روشنی کو کوئی پردہ روک نہیں سکتا اور نہ بادل اس کی روشنی میں رکاوٹ بن سکتے ہیں۔ اگر کوئی شخص اس (آفتاب) کی روشنی کو ختم کرنے کا ارادہ کرے یا اس کی روشنی کو لوگوں کے دیکھنے سے روکے یا اس کی طرف پھونک مارے (تاکہ وہ بجھ جائے) یا اس پر بڑے بڑے اعتراضات (عیوب) لگائے تو کیا اس سے اس کی روشنی ختم ہو جائے گی؟ یا اس کی روشنی کے سامنے پردہ پڑ جائے گا؟ ہم آپ کے سامنے ایسے آفتاب کے بارے میں چند گزارشات پیش کرنا چاہتے ہیں جو ہمیشہ صوفشاں رہا اور اس کی روشنی روز افزوں ہے۔ درحقیقت ہم آسمان کے آفتاب کے بارے میں نہیں بلکہ زمین کے آفتاب کے بارے میں عرض کرنا چاہتے ہیں۔

یہ آفتاب نبوت اور رسالت کا آفتاب ہے۔ یہ اہل ہدایت اور اہل علم کا آفتاب ہے۔ بے شک اس کی روشنی بلند ہے اور اس کا نور پھیلا ہوا ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی بری زندگیوں کو تبدیل کر دیا اور انہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لے آیا۔ بے شک وہ نبی مکرم ﷺ کی ذاتِ اقدس ہے جن پر بے شمار درود و سلام ہو۔ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا جیسا کہ سورۃ التوبہ میں اس کا فرمان ہے:

﴿يُرِيدُونَ أَن يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا أَن يُثِمَّ نُورُهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ۝۳۳﴾

﴿هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ۝۳۴﴾

”وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کی روشنی کو اپنے منہ (کی پھونکوں) سے بجھا دیں اور اللہ اپنی روشنی کا اتمام کر کے رہے گا اگرچہ کافروں پر گراں گزرے۔ وہی ہے جس نے اپنے رسول (ﷺ) کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تا کہ اس کو کل دین پر غالب کر دے اگرچہ مشرکوں پر گراں گزرے۔“

بے شک آپ ﷺ ہی زمین کے چمکتے ہوئے آفتاب ہیں جن کے اوصاف قرآن کریم نے یوں بیان کیے ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝۳۵ وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا

مُنِيرًا ۝۳۶﴾ (الاحزاب)

”اے پیغمبر (ﷺ) ہم نے آپ کو گواہی دینے والا خوشخبری سنانے والا خبردار کرنے والا اللہ کے (دین) کی طرف دعوت دینے والا اور سراج منیر بنا کر بھیجا۔“

”سراج منیر“ دراصل آفتاب نبوت ہے جو اپنی خوبصورت روشنی کے ساتھ چمکتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس آفتاب کو عالم وجود پر اپنے نور کے ساتھ بلند فرمایا۔ جبکہ بصارت سے محروم آنکھیں اور سماعت سے محروم کان اس سے بے خبر ہی رہیں گے۔ اسی لیے شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

وَشَمْسُنَا فِي السَّمَاءِ الْعِزِّ سَاطِعَةٌ مَا ضَرَّهَا حِينَ تَعْمَىٰ عِنْدَهَا الْعُورُ

”ہمارا سورج عزت کے ساتھ آسمان میں چمکتا ہے۔ کوئی اندھا اور بھیگا اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔“

مستشرقین کی نبی کریم ﷺ سے عداوت کوئی نئی بات نہیں بلکہ کافی عرصہ سے ان اسلام دشمنوں نے ہمارے نبی کریم ﷺ کے بارے میں شکوک و شبہات میں ڈالنے والی باتیں گھڑ رکھی ہیں اور آپ ﷺ کی رسالت میں طعن و تشنیع اور آپ ﷺ کی شخصیت پر جھوٹے اور باطل دلائل کا طومار کھڑا کر دیا گیا ہے تاکہ مؤمنین کو ان کے دین کے حوالے سے شک میں ڈالا جائے۔ (اس تحریر سے) ہمارا مقصد یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ پر لگائے گئے ان الزامات کی حقیقت واضح کی جائے اور یہ دراصل اللہ تعالیٰ کا مخلوق میں رائج کردہ طریقہ ہے جسے یہ لوگ تبدیل نہیں کر سکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِينَ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ هَادِيًا وَنَصِيرًا ۝﴾ (الفرقان)

”اور ہم اسی طرح مجرموں میں سے ہر ایک نبی کا دشمن بناتے رہے ہیں اور ہدایت کرنے والا اور مدد کرنے والا تیرا رب کافی ہے۔“

نبی کریم ﷺ کی شخصیت کو داغ دار کرنے کے لیے مستشرقین نے آپ ﷺ کے تعددِ ازاواج پر شبہات قائم کیے ہیں جن کا خلاصہ درج ذیل ہے:

(۱) آپ ﷺ پر ایک اعتراض ان مستشرقین کا یہ ہے کہ (نعوذ باللہ) محمد ﷺ انفسانی خواہشات کے اسیر تھے۔ اس لیے آپ ﷺ نے ایک بیوی یا صرف چار بیویوں پر اکتفا نہیں کیا جیسا کہ دیگر مسلمانوں کو شریعت کے احکام پر چلنا واجب ہے بلکہ اس کے برعکس آپ ﷺ نے خواہشات اور شہوات کو پورا کرنے کے لیے دس عورتوں بلکہ اس سے زائد کے ساتھ شادی کی۔ (نقل کفر کفر نہ باشد!)

(۲) اسی طرح یہ حضرات کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ میں اس حوالے سے بہت فرق ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام محمد ﷺ کے برعکس شہوانی خواہشات سے بہت دور تھے۔ چنانچہ اس اعتبار سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی فضیلت آپ ﷺ سے زیادہ تھی۔ کیونکہ انہوں نے اپنے نفس پر مجاہدہ کیا جبکہ آپ ﷺ شہوت پرستی کے پیچھے چلے (نعوذ باللہ)۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ ۖ إِنَّ يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا ۝﴾ (الکہف)

”بہت بڑی بات ہے جو یہ اپنے منہ سے نکالتے ہیں۔ وہ نہیں کہتے مگر جھوٹ۔“

حق بات تو یہ ہے کہ بے شک یہ لوگ کینہ پرور اور جھوٹے ہیں کیونکہ نبی اکرم ﷺ یے ہرگز نہیں تھے۔

بے شک آپ ﷺ اللہ کے بھیجے ہوئے نبی تھے اور آپ ﷺ نے عام انسانوں کی طرح شادیاں کیں تاکہ یہ (طریقہ) ان لوگوں کے لیے نمونہ بنے جو اپنے رب کی طرف سے سیدھے راستے پر ہیں۔ بے شک آپ ﷺ بشر (انسان) تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو ہم پر وحی و رسالت کے ساتھ فضیلت بخشی تھی۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ﴾ (حم السجدة: ۶)

”(اے پیغمبر ﷺ!) آپ کہہ دیجیے کہ میں تم جیسا ایک بشر ہوں (لیکن تمہارے اور میرے درمیان فرق یہ ہے کہ) میری طرف وحی کی جاتی ہے۔“

نبی کریم ﷺ نے کبھی کسی نبی کی تعلیمات کی مخالفت نہیں کی اور نہ ہی کسی نبی کو کم درجہ جانا بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ یہ بات اسلام کے عمومی مزاج کے ہی خلاف ہے۔ آپ ﷺ تو انہی اولوالعزم انبیاء و رسل ﷺ کا تاریخی تسلسل اور آخری کڑی تھے۔ انبیاء و رسل کے درجات کی بلندی کے بارے میں اللہ رب العزت یوں ذکر فرماتے ہیں:

﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً﴾ (الرعد: ۳۸)

”اور یقیناً ہم آپ سے پہلے کئی رسول بھیج چکے ہیں اور ہم نے انہیں بیویاں اور اولاد بھی دی تھی۔“

ان اہل کتاب کی اپنی کتب میں نبی کریم ﷺ کی بشارتیں موجود ہیں لیکن ان بشارتوں کے بعد بھی یہ لوگ ان بے سرو پا اور لایعنی شبہات و اعتراضات کو محض اپنے جذبہ کینہ پروری کی تسکین کے لیے وقتاً فوقتاً ابھارتے رہتے ہیں۔ کسی شاعر نے شاید اسی حوالے سے کہا تھا:

قَدْ تَنَكَّرَ الْعَيْنُ ضَوْءَ الشَّمْسِ مَن رَمَدَ
وَيَنَكَّرُ الْفَمُ طَعْمَ الْمَاءِ مَن مَقَمَ

”پپ سے بھر جانے والی آنکھ سورج کی روشنی کو نہیں پہچان سکتی اور بیماری کی وجہ سے منہ پانی کے ذائقہ کو نہیں پہچان سکتا۔“

قبل اس کے کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے تعددِ ازواج کی حکمتوں اور مصلحتوں پر بات کریں ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ آپ ﷺ کی ازواج کا عمومی تعارف کروادیا جائے۔

(۱) حضرت سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا

یہ آپ ﷺ کی پہلی زوجہ محترمہ ہیں۔ آپ ﷺ نے اپنی بعثت سے قبل ان کے ساتھ شادی کی تھی۔ اُس وقت آپ ﷺ کی عمر ۲۵ سال تھی اور یہ خدیجہ ۴۰ سال کی شادی شدہ عورت تھیں۔ آپ ﷺ سے پہلے حضرت خدیجہ ابی ہالہ بن زرارہ کی بیوی تھیں۔ پھر اس کے بعد عتیق بن عائد کے نکاح میں رہیں۔ (۱) پھر اس کے بعد آپ ﷺ کے نکاح میں آئیں۔ آپ ﷺ کے ساتھ سیدہ خدیجہ نے پچیس سال گزارے پندرہ سال بعثت سے پہلے اور دس سال بعثت کے بعد۔ ان کی موجودگی میں آپ ﷺ نے کسی اور سے شادی نہیں کی اور آپ ﷺ کے بیٹے (ابراہیم رضی اللہ عنہ) کے علاوہ ساری اولاد ان ہی سے ہوئی۔

(۲) حضرت سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا

آپ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد ان کے ساتھ شادی کی۔ (۲) یہ بھی شادی شدہ

خاتون تھیں۔ آپ ﷺ سے پہلے سکران بن عمرو الانصاریؓ کے گھر میں تھیں۔ یہ ہجرت کرنے والی مؤمن عورتوں میں سے تھیں۔ ہجرت حبشہ ثانیہ کے بعد ان کے خاوند وفات پا گئے تھے اور اس کے بعد یہ اکیلی رہ گئیں۔ (۳) ان کا کوئی پرسان حال اور کوئی مددگار نہ تھا۔ اگر آپ اپنے شوہر کی وفات کے بعد اپنے خاندان کی طرف لوٹتیں تو وہ ان کو شرک پر مجبور کرتے یا ان کو بہت سخت اذیت دیتے تاکہ اسلام سے پھر جائیں۔ آپ ﷺ نے ان کو اپنی کفالت میں لے لیا اور انتہائی عمر رسیدہ خاتون ہونے کے باوجود ان کے ساتھ شادی کی۔

(۳) حضرت سیدہ عائشہ بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا

تمام اہمات المؤمنین میں حضرت عائشہؓ وہ اکیلی خاتون ہیں جن کے ساتھ آپ ﷺ نے باکرہ (غیر شادی شدہ) ہونے کی حالت میں شادی کی۔ (۴) سیدہ عائشہؓ تمام اہمات المؤمنین میں ذہین اور احادیث کو یاد رکھنے والی تھیں بلکہ یہ اکثر مردوں سے زیادہ علم رکھنے والی تھیں۔ چنانچہ بعض کبار صحابہ رضی اللہ عنہم ان مسائل کے بارے میں آپ کی طرف رجوع کرتے تھے جن میں ان کو کوئی اشکال پیش آ جاتا۔ (۵) آپ ﷺ کی سنت مطہرہ کو پھیلانے شریعت کے احکامات اور وہ مسائل جو خاص عورتوں سے متعلق ہوتے ہیں ان کو آگے پھیلانے میں آپ سے بہتر کوئی نہیں تھا۔

(۴) حضرت سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا

یہ حضرت عمرؓ کی بیٹی تھیں۔ آپ ﷺ سے پہلے خنیس بن حذافہ الانصاریؓ کے نکاح میں تھیں جو غزوہ بدر میں شہید ہو گئے تھے (۶) اور وہ باطل کو مٹانے کے لیے بہت جرأت مند تھے۔ ان کی بہادری مردانگی اور جہاد کے قصے تاریخ کی کتابوں میں کثرت سے موجود ہیں۔

(۵) حضرت سیدہ زینب بنت خدیجہ رضی اللہ عنہا

آپ کا لقب ام المساکین ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے ساتھ حفصہ بنت عمرؓ کے بعد شادی کی۔ یہ بھی پہلے سے شادی شدہ خاتون تھیں۔ آپ ﷺ کے نکاح میں آنے سے پہلے یہ حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں جو غزوہ احد میں شہید ہو گئے تھے۔ (۷) شوہر کی شہادت کے باوجود یہ مسلمان زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی رہیں۔

(۶) حضرت سیدہ ام سلمہ ہند المخزومیہ رضی اللہ عنہا

حضرت ام سلمہؓ پہلے عبداللہ بن عبدالاسد رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ آپ کے شوہر ابتدائی اسلام لانے والوں میں سے تھے۔ (۸) دونوں میاں بیوی نے اسلام کے لیے حبشہ کی طرف ہجرت کی (۹) اور اسی اثنا میں ان کا بیٹا (سلمہ) پیدا ہوا۔ آپ کے شوہر غزوہ احد میں شہید ہوئے۔ جب آپ ﷺ نے انہیں نکاح کا پیغام بھیجا تو انہوں نے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ میں تو بڑی عمر کی ہوں اور میرا ایک بیٹا ہے اور مجھے اس پر سخت شرمندگی ہے۔ آپ ﷺ نے اس بات کے جواب میں یہ کہلا بھیجا کہ آپ اپنے بچے کو ساتھ لائے اور اللہ سے دعا کریں کہ وہ آپ کے دل کے معاملے کو صاف کر دے اور بڑی عمر کا ہونا کوئی عیب نہیں ہے۔ پھر آپ ﷺ نے موافقت کے بعد شادی کی اور ان کے بچے کی تربیت اپنے ذمہ لے لی۔ یہاں تک کہ جب بچہ شعور کو پہنچا تو اس کو اپنے یتیم ہونے پر کوئی غم نہ تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے باپ کے عوض ایسا شخص عطا فرمایا تھا جو اس کے باپ سے زیادہ رحم کرنے والا تھا۔

(۷) حضرت سیدہ زینب بن جحش رضی اللہ عنہا

یہ آپ ﷺ کے چچا کی بیٹی تھیں۔ آپ ﷺ سے پہلے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ انہوں نے ان کو طلاق دے دی۔ پھر آپ ﷺ نے ایسی حکمت کی وجہ سے ان کے ساتھ شادی کی جس حکمت کی بلندی کو ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے اور کوئی نہ پہنچ سکی۔ (۱۰)

(۸) حضرت سیدہ جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا

یہ قبیلہ بنو مطلق کی سردار عورتوں میں سے تھیں۔ غزوہ مریسج میں قید ہوئیں۔ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئیں جنہوں نے آپ کو مکاتب کیا۔ نبی کریم ﷺ نے ان کی مکاتبت کی رقم ادا کر کے ان کو اپنی زوجیت میں لے لیا۔ آپ ﷺ سے پہلے یہ مسافح بن صفوان کے نکاح میں تھیں جو غزوہ مریسج میں مارا گیا تھا۔

(۹) حضرت سیدہ اُمّ حبیبہ رملہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا

آپ قریش کے سردار ابوسفیانؓ کی بیٹی تھیں اور پہلے سے شادی شدہ تھیں۔ چنانچہ آپ ﷺ سے پہلے عبید اللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں جو حبشہ میں فوت ہوا۔ (۱۱) آپ ﷺ نے حضرت اُمیہ ضمریؓ کے ذریعے انہیں نکاح کا پیغام بھیجا جو انہوں نے قبول کر لیا۔ پھر حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے ان کا نکاح آپ ﷺ سے چار ہزار درہم حق مہر کے عوض کیا اور شرجیل بن حسنہ کے ساتھ آپ ﷺ کے پاس روانہ کیا۔

(۱۰) حضرت سیدہ صفیہ بنت خنی بن اخطب رضی اللہ عنہا

یہ یہود کے سردار حنی بن اخطب کی بیٹی تھیں جو مسلمانوں کا سخت دشمن تھا۔ غزوہ خیبر میں ان کا شوہر مسلمانوں کے ہاتھوں مارا گیا اور یہ قید ہو کر آئیں۔ (۱۲) آپ ﷺ نے ان کو اختیار دیا کہ اگر چاہیں تو واپس چلی جائیں یا پھر نکاح کر لیں تو انہوں نے آپ ﷺ کے حسن اخلاق سے متاثر ہو کر آپ ﷺ کو اختیار کیا۔

(۱۱) حضرت سیدہ میمونہ بنت الحارث الہلالیہ رضی اللہ عنہا

آپ کا نام زمانہ جاہلیت میں بڑھ تھا اور یہ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے آخری ہیں۔ یہ بھی پہلے کی شادی شدہ خاتون تھیں۔ یہ پہلے ابی رہم بن عبد العزیٰ کے نکاح میں تھیں۔ ان کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ اللہ سے ڈرنے والی اور صلہ رحمی کرنے والی تھیں۔

نبی اکرم ﷺ کی کثرت ازواج کے حوالے سے دو نکات ذہن نشین رہنے چاہئیں:

(ا) آپ ﷺ نے جب متعدد شادیاں کیں اس وقت آپ ﷺ جوان نہیں تھے بلکہ آپ ﷺ کی عمر پچاس سال سے متجاوز ہو چکی تھی۔

(ب) آپ ﷺ کی تمام بیویاں پہلے سے شادی شدہ تھیں (یعنی بیوہ تھیں) البتہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کنواری تھیں اور یہ واحد کنواری خاتون تھیں جن سے آپ ﷺ نے شادی کی۔

اگر تعدد ازواج کا مقصد محض جنسی و نفسانی خواہشات کی تسکین ہوتا تو آپ ﷺ جوانی میں شادیاں کرتے نہ کہ

جوانی کے ختم ہونے کے بعد۔ نیز اگر ایسی بات ہوتی تو آپ ﷺ صرف باکرہ (کنواری) عورتوں سے شادی کرتے نہ کہ ثیبہ (شادی شدہ) عورتوں کے ساتھ۔ ایک مرتبہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کے پاس آئے اور ان کے چہرے پر خوشی اور نعمت کے اثرات واضح تھے۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا:

((هَلْ تَزَوَّجْتُ؟)) قَالَ: نَعَمْ.. قَالَ: ((بِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا؟)) قَالَ: بَلْ ثَيِّبًا.. فَقَالَ لَهُ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ: ((فَهَلَّا بِكْرًا تَلَاعِبُهَا وَتَلَاعِبُكَ وَتُضَاحِكُهَا وَتُضَاحِكُكَ؟)) (۱۳)

”کیا آپ نے شادی کی ہے؟ حضرت جابر نے فرمایا: جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: باکرہ (کنواری) عورت کے ساتھ یا ثیبہ (شادی شدہ) کے ساتھ؟ حضرت جابر نے جواب دیا: ثیبہ عورت کے ساتھ۔ اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تو نے کنواری عورت کے ساتھ شادی کیوں نہ کی کہ تو اس کے ساتھ دل لگی کرتا اور وہ تیرے ساتھ دل لگی کرتی۔ اور تو اس کے ساتھ ہنسی خوشی کرتا اور وہ تیرے ساتھ ہنسی خوشی کرتی!“ اس حوالے سے درج ذیل نکات پر غور کرنے کی ضرورت ہے:

(۱) نبی اکرم ﷺ نے باکرہ عورت کے ساتھ شادی کرنے کی ترغیب دی۔ آپ ﷺ بیویوں کے ساتھ فائدہ اٹھانے اور ان سے دلی مراد پوری کرنے کو بھی جانتے تھے۔ پھر بھی آپ ﷺ نے باکرہ عورتوں کو چھوڑ کر ثیبہ (شادی شدہ) عورتوں سے شادی کی۔

(۲) آپ ﷺ نے یہ شادیاں جوانی گزر جانے کے بعد بڑھاپے میں کیں۔ اگر (نعوذ باللہ) آپ ﷺ کی غرض محض جنسی خواہشات کی تسکین ہوتی تو جوانی میں شادیاں کرتے نہ کہ بعد میں۔

(۳) بے شک صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ ﷺ کے ساتھ اعلیٰ اور کامل درجہ کی محبت کی وجہ سے جانیں دینے کے لیے تیار رہتے تھے۔ اگر آپ ﷺ کسی عورت سے شادی کرنے کا ارادہ کرتے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنی خوبصورت باکرہ عورتوں کے ساتھ شادی کروانے میں کیونکر تاخیر کرتے؟

(۴) قریش تو آپ ﷺ کو دعوت اسلام سے رک جانے کے بدلے میں عرب کی خوبصورت ترین عورت سے شادی کرنے جیسی پیش کش بھی کر چکے تھے۔ اگر آپ ﷺ جنسی خواہشات کے ہاتھوں مغلوب ہوتے (نعوذ باللہ) تو اس پیش کش کو نہ ٹھکراتے۔

(۵) احادیث سے یہ بات ثابت ہے کہ ایک نبی کی طاقت چالیس جنتی مردوں کے برابر ہوتی ہے جبکہ ایک جنتی مرد کی طاقت دنیا کے سوا افراد کی طاقت کے برابر ہوتی ہے۔ اس حساب سے ایک نبی کی طاقت چار ہزار افراد کے برابر ہوتی ہے اور شریعت نے ایک عام آدمی کو چار شادیوں کی اجازت دی ہے۔ اس اعتبار سے نبی ﷺ سولہ ہزار عورتوں سے شادی کر سکتے تھے، لیکن آپ ﷺ نے صرف گیارہ عورتوں کے ساتھ شادیاں کیں اور وہ بھی جوانی گزر جانے کے بعد۔

چنانچہ ایسا ہرگز نہیں جیسا کہ مغربی محققین نے مشہور کر رکھا ہے کہ، 'نعوذ باللہ' آپ ﷺ ایسے ایسے تھے بلکہ یہ تو آپ ﷺ کی عظمت، عصمت، شرافت اور ضبط نفس کی واضح اور روشن دلیل ہے۔ معترضین کو اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھنا چاہیے کہ وہ کیسی ہستی کو ان بے سرو پا اعتراضات کا نشانہ بنا رہے ہیں۔ اس سے یہ بات واضح

ہو جاتی ہے کہ ان اعتراضات کے پیچھے محض ان مستشرقین کا تعصب کارفرما ہے۔ لہذا امت مسلمہ کو چاہیے کہ ایسے اشکالات کے پیچھے پڑنے والوں کو روکیں اور خود بھی ایسے خیالات فاسدہ سے بچیں۔
نبی کریم ﷺ کے تعددِ ازواج کی بہت سی حکمتیں ہیں جن پر غور و فکر کیے بغیر حقیقت تک رسائی ممکن نہیں۔
ان حکمتوں میں سے چند ایک بیان کی جاتی ہیں:

پہلی قسم: تعلیمی حکمت

آپ ﷺ کے تعددِ ازواج کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ عورتوں کو معلم بنائیں تاکہ یہ آگے شرعی احکام سکھائیں اور (ایسا کرنا یعنی) ایک عورت کا اتنے مسائل کو جمع کر کے آگے تعلیم دینا مشکل تھا جبکہ عورتوں پر وہ تکالیف والے مسائل فرض کیے گئے ہیں جو مردوں پر فرض نہیں کیے گئے۔ بہت ساری عورتیں ایسی تھیں جو آپ ﷺ سے بعض شرعی امور کے بارے میں سوال کرنے میں حیا محسوس کرتی تھیں۔ چنانچہ حیا کا غلبہ بعض دفعہ آپ ﷺ سے مسئلہ پوچھنے میں رکاوٹ بن جاتا تھا۔ خاص طور پر وہ مسائل جو (عورتوں کے) مخصوص مسائل ہیں جیسے حیض و نفاس کے احکام اور ازدواجی و دیگر شرعی احکام وغیرہ۔

رسول کریم ﷺ کے خلق میں یہ بات بھی شامل تھی کہ آپ ﷺ بہت حیا والے تھے۔ احادیث میں مذکور ہے کہ آپ حیا دار کنواری عورت سے زیادہ حیا رکھنے والے تھے۔ آپ ﷺ ان تمام سوالات کے جواب دینے کی استطاعت رکھتے تھے جو عورتوں کو پیش آتے ہیں (اور وہ جواب بھی ایسے واضح کہ جن میں کسی قسم کا ابہام نہ ہو) لیکن پھر بھی آپ ﷺ نے ان سوالات کے جواب کنایہ دے دیے۔ کبھی کبھار کوئی عورت اس کنایہ کو نہیں سمجھ سکتی تھی کہ آپ ﷺ کیا فرما رہے ہیں۔ اس صورت میں آپ ﷺ کی ازواجِ مطہرات تشریح فرما کر سمجھاتی تھیں جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ سَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ غُسْلِهَا مِنَ الْمَحِيضِ، فَعَلَّمَهَا ﷺ كَيْفَ تَغْتَسِلُ، ثُمَّ قَالَ لَهَا: ((خُذِي فِرْصَةً مُمَسَّكَةً "ای قطعہ من القطن بها اثر الطيب" فَتَطَهَّرِي بِهَا)).. قَالَتْ: كَيْفَ أَتَطَهَّرُ بِهَا؟ قَالَ: ((تَطَهَّرِي بِهَا)) قَالَتْ: كَيْفَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَطَهَّرُ بِهَا؟ فَقَالَ لَهَا: ((سُبْحَانَ اللَّهِ تَطَهَّرِي بِهَا))^(۱۶)

”انصار کی عورتوں میں سے ایک عورت نے نبی مکرم ﷺ سے حیض کے غسل کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے اس کو غسل کی تعلیم دی۔ پھر اس عورت سے فرمایا کہ ایک کپڑے کے ساتھ اس کو پونچھ لو (یعنی روئی کے ٹکڑے کے ساتھ اس داغ والے حصہ کو صاف کر دو) تو اس سے پاک ہو جاو گی۔ تو اس عورت نے کہا: میں اس سے کیسے پاک ہو جاؤں گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم اس سے پاک ہو جاؤ گی۔“ عورت نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ میں کیسے پاک ہوں گی؟ آپ ﷺ نے اس عورت سے فرمایا: ”سبحان اللہ تم اس سے پاک ہو جاؤ گی۔“

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اس سے کہا کہ تو اپنے دونوں ہاتھوں سے اس کو جذب کر لے پھر کہا کہ

فلاں فلاں جگہ پر اس کو رکھ دے جس جگہ تو خون کو دیکھتی ہے۔ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اُس سے اس جگہ کی صراحت بھی فرمائی کہ وہ کون سی جگہ ہے۔

آپ ﷺ اس جیسے مسائل کو صراحت کے ساتھ بیان کرنے میں حیا محسوس کرتے تھے اور اسی قبیل کے مسائل ہیں جن میں کوئی عورت اتنی طاقت رکھتی ہو کہ اس کا نفس اس کی حیا پر غالب آجائے اور آپ ﷺ نے اس کے سوال کے جواب دینے کی کوشش کی ہو۔ مثلاً ہم اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت کو لیتے ہیں۔ فرماتی ہیں:

جَاءَتْ أُمُّ سَلِيمٍ (زَوْجُ أَبِي طَلْحَةَ) إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ هَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ غُسْلٌ إِذَا هِيَ احْتَلَمَتْ؟ فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ: ((نَعَمْ إِذَا رَأَيْتِ الْمَاءَ)) - فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: لَقَدْ فَضَحْتُ الْبِئْسَاءَ وَيَحْكُ أَتَحْتَلِمُ الْمَرْأَةُ؟ فَأَجَابَهَا النَّبِيُّ الْكَرِيمُ بِقَوْلِهِ: ((إِذَا فِيمَ يُشَبِّهَهَا الْوَلَدُ)) (۱۰)

”اُمّ سلیم (ابوطحہ کی بیوی) رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ بے شک اللہ تعالیٰ حق بیان کرنے سے حیا نہیں کرتا، کیا جب عورت کو احتلام ہو تو اس پر غسل واجب ہے؟ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ”ہاں! جب وہ پانی کی تری کو دیکھے“۔ پھر اُمّ سلمہ نے (اُمّ سلیم سے) کہا: تو نے تو عورتوں کی بات کو کھول دیا: تیرا ناس ہو، کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ پھر نبی کریم ﷺ نے ان کی اس بات کا جواب دیا: ”ایسا ہی تو ہے، وگرنہ بچہ عورت کے مشابہ کیوں ہوتا ہے؟“

آپ ﷺ کی اس جواب سے مراد یہ تھی کہ بچہ مرد اور عورت دونوں کے نطفے سے پیدا ہوتا ہے اس لیے اس بچہ کی مشابہت ماں یا باپ جیسی ہوتی ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

﴿إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ أَمْشَاجٍ نَبْتَلِيهِ فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا ۝﴾ (الدھر)

”بے شک ہم نے انسان کو ایک مرکب بوند سے پیدا کیا، ہم اس کی آزمائش کرنا چاہتے تھے پس ہم نے اسے سننے والا دیکھنے والا بنادیا۔“

اسی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تھا کہ انصار کی عورتوں پر اللہ رحم فرمائے کہ دین کے سیکھنے میں ان کو حیا نے نہیں روکا۔ انہی صحابیات میں سے ایک عورت رات کے اندھیرے میں دین کے بعض امور (حیض و نفاس و جنابت وغیرہ کے احکام) کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کرنے آتی تھی۔ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہا بہترین معلمات تھیں اور دین اسلام کی تشریح و توضیح میں آپ ﷺ کے شانہ بشانہ کردار ادا کرتی تھیں۔ (۱۲)

پھر یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ سنتِ مطہرہ صرف نبی کریم ﷺ کے قول ہی پر منحصر نہیں بلکہ یہ آپ ﷺ کے قول، فعل اور تقریر سب کو شامل ہے۔ اس لیے بہت سے تشریحی امور ایسے ہیں جن کی اتباع امت پر واجب ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ کے گھریلو اقوال، افعال اور تقریر کو آگے پہچاننے والی یہی آپ ﷺ کی ازواج ہیں جو امت کی مائیں اور محسن ہیں۔

دوسری قسم: تشریحی حکمت

اب ہم تشریحی حکمت کو بیان کریں گے جو تعددِ ازواج کی حکمت میں سے ایک حکمت ہے اور یہ حکمت ہر

عقل و شعور رکھنے والے شخص پر ظاہر ہے۔ آپ ﷺ نے جاہلیت کی بعض رسموں کو ختم کرنے کے لیے نکاح کیے۔ عرب کے لوگ زمانہ جاہلیت میں منہ بولے بیٹے کو بھی وراثت میں حصہ دینے کے قائل تھے حالانکہ منہ بولا بیٹا ضلبی (حقیقی) نہیں ہوتا۔ چنانچہ عرب منہ بولے بیٹے کو قانونی اعتبار سے حقیقی بیٹا سمجھتے تھے اور تمام احوال میں مثلاً میراث، طلاق، شادی اور حرمت مصاہرہ، محرمات نکاح اور ان کے علاوہ دیگر امور میں زمانہ جاہلیت کی اس رسم کی پیروی کرتے تھے۔ ان کے ہاں یہ بات عام تھی کہ غیر کے بیٹے کو اپنا بیٹا کہہ کر پکارتے اور اس کو کہتے تھے کہ تم میرے وارث ہو اور میں تمہاری وراثت میں شریک ہوں۔ لیکن اسلام باطل کو باقی نہیں رکھ سکتا اور گمراہی کے اندھیروں میں چلنے والوں کو نہیں چھوڑتا۔ چنانچہ اس کی اصلاح بایں طور ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی طرف وحی فرمائی کہ کسی بچے کو متبنیٰ (منہ بولا بیٹا) بناؤ۔ چنانچہ آپ ﷺ نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو منہ بولا بیٹا بنایا اور لوگوں نے اس دن سے انہیں زید بن محمد کہہ کر پکارنا شروع کر دیا۔ امام مسلم عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

أَنَّ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مَا نَدَّعَوْا إِلَّا زَيْدَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَتَّى نَزَلَ الْقُرْآنُ ﴿ادْعُوهُمْ لِأَبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ﴾ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَنْتَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ بْنِ شَرَاهِيلَ)) (۱۷)
 ”ہم زید بن حارثہ مولى رسول اللہ ﷺ کو زید بن محمد کہہ کر پکارتے تھے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی: ﴿ادْعُوهُمْ لِأَبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ﴾ (ترجمہ) ”پکارو ان کو ان کے باپوں کے نام سے یہی اللہ کے نزدیک قرین انصاف ہے“ آپ ﷺ نے اس آیت کے نازل ہونے کے بعد زید سے فرمایا کہ تو زید بن حارثہ بن شراہیل ہے۔“

آپ ﷺ نے زید بن حارثہ کی شادی اپنے چچا کی بیٹی (زینب بنت جحش) سے کروائی۔ تاہم ان کا آپس میں نباہ نہیں ہو سکا۔ اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ زینب رضی اللہ عنہا قریش کی باوقار اور حسب و نسب والی خاتون تھیں جبکہ زید نبی کریم ﷺ کے منہ بولے بیٹے بننے سے قبل آزاد کردہ غلام تھے۔ اس میں جہاں ایک حکمت یہ تھی کہ زمانہ جاہلیت کے قائم کردہ حسب و نسب کے معیارات ختم کیے جائیں تو دوسری حکمت یہ بھی تھی کہ منہ بولے بیٹے کے حوالے سے پائی جانے والی جاہلانہ رسوم کا خاتمہ کیا جائے۔ اس کی صورت یہ ہوئی کہ زید نے زینب کو طلاق دی اور پھر اللہ نے آپ ﷺ کو حکم دیا کہ آپ ﷺ ان (زینب) کے ساتھ شادی کریں تاکہ جاہلیت کی رسم ختم ہو جائے اور اسلام کی بنیاد (ایک مسئلہ پر) قائم ہو جائے۔ لیکن آپ ﷺ منافقین اور فجار کی زبان درازیوں سے گھبراتے تھے کہ وہ اس کے بارے میں بحث و مباحثہ کریں گے اور کہیں گے کہ محمد ﷺ نے اپنے بیٹے کی بیوی سے شادی کر لی۔ آپ ﷺ نے یہ بات دل میں سوچی ہی تھی کہ اس پر اللہ عز و جل کی طرف سے یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَهُ فَلَمَّا قَضَى زَيْدٌ مِنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاهَا لِكُنِيَ لَا يَكُونَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِيْ أَزْوَاجِ أَدْعِيَائِهِمْ إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا﴾ (الاحزاب)

”اور (اے نبی ﷺ) آپ لوگوں سے ڈرتے تھے حالانکہ اللہ زیادہ حق رکھتا ہے کہ آپ اس سے

ڈریں۔ پھر جب زیدؑ اس سے اپنی حاجت پوری کر چکا تو ہم نے آپ سے اس کا نکاح کر دیا تاکہ مسلمانوں پر ان کے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے بارے میں کوئی گناہ نہ ہو جبکہ وہ ان سے حاجت پوری کر لیں۔ اور اللہ کا حکم ہو کر رہنے والا ہے۔“

یہ منہ بولے بیٹے کے حوالے سے پہلا اور آخری حکم ہے اور اس حکم کی وجہ سے زمانہ جاہلیت کی اس قسم کی تمام رسمیں باطل ہو گئیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝﴾ (الاحزاب)

”محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن آپ (ﷺ) اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں اور اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔“

ایک روایت میں ہے کہ حضرت زینبؓ آپ (ﷺ) کی دوسری ازواج پر فخر کیا کرتی تھیں۔

إِنَّ (زَيْنَبَ) رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كَانَتْ تَفْخَرُ عَلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ ﷺ وَتَقُولُ: زَوَّجَكُنَّ أَهْلِي كُنَّ، وَزَوَّجَنِي اللَّهُ مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمَوَاتٍ (۱۸)

”حضرت زینبؓ نبی کریم (ﷺ) کی دوسری ازواج پر فخر کیا کرتی تھیں اور کہتی تھیں: تم سب کی شادیاں تو تمہارے رشتہ داروں نے کروائیں اور میری شادی اللہ نے ساتویں آسمان پر کروائی۔“

نبی کریم (ﷺ) کی تمام شادیاں اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوئیں نہ کہ آپ (ﷺ) نے اپنی خواہشات کے تحت کیں (نعوذ باللہ) جیسا کہ بعض جھوٹے تہمت لگانے والے اللہ کے دشمنوں کا دعویٰ ہے۔ چنانچہ آپ (ﷺ) کی یہ شادی بھی تشریعی تھی اور یہ اس رب کے حکم کے مطابق تھی جو علیم و حکیم ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس کی حکمتیں باریک اور فہم میں دشوار ہیں جس کو عقلیں اور افہام احاطہ نہیں کر سکتیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ:

﴿وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا ۝﴾ (بنی اسرائیل)

”اور تمہیں علم نہیں دیا گیا مگر تھوڑا۔“

تیسری قسم: حکمت اجتماعیه

یہ حکمت بھی ظاہر ہے کیونکہ نبی اکرم (ﷺ) نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی بیٹی (عائشہؓ) سے شادی کی جو کہ آپ کے خلیفہ اول ہیں۔ پھر خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروقؓ کی بیٹی (حفصہؓ) سے شادی کی۔ پھر آپ (ﷺ) حسب و نسب میں دیگر قریش کے ساتھ ملے اور متفرق قبائل کی عورتوں کے ساتھ شادیاں کیں تاکہ تمام قبائل اور لوگوں کے دل مضبوطی سے ایک چیز (اسلام) پر جم جائیں۔ آپ (ﷺ) کے اس عمل سے ان قبائل کے دل آپ کی طرف مائل ہونے لگے۔

آپ (ﷺ) نے اس شخص (حضرت ابو بکر صدیقؓ) کی بیٹی (عائشہؓ) کے ساتھ شادی کی جس کے ساتھ تمام لوگ محبت کرتے تھے اور لوگوں کے ہاں ان کی بڑی قدر و منزلت تھی۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا اور اپنے آپ اور اپنے مال اور اولاد کو دین اسلام کی نصرت کے لیے پیش کیا۔ نیز

آپ نبی ﷺ کے غم خوار تھے اور آپ ﷺ سے تکالیف کو دور کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اسلام کے لیے جو بھی تکالیف پہنچیں ان کو برداشت کیا۔ اسی بنا پر آپ ﷺ نے فرمایا تھا:

وَمَا نَفَعَنِي مَالٌ أَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِي مَالُ أَبِي بَكْرٍ، وَمَا عَرَضْتُ إِلَّا سَلَامًا عَلَى أَحَدٍ إِلَّا كَانَتْ لَهُ كِبُورَةٌ (أَيُّ تَرَدُّدٍ) إِلَّا أَبَا بَكْرٍ فَإِنَّهُ لَمْ يَتَلَعَّثُمْ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا لَا تَتَّخِذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا، إِلَّا وَإِنَّ صَاحِبَكُمْ خَلِيلُ اللَّهِ تَعَالَى (۱۹)

”مجھے کسی کے مال نے اتنا نفع نہیں دیا جتنا ابو بکرؓ کے مال نے دیا۔ اور تم میں سے جب کسی پر اسلام پیش کیا گیا تو اس میں اس نے سوچ بچار کیا (کہ اسلام لاؤں یا نہ لاؤں) مگر ابو بکرؓ ہیں جنہوں نے کوئی تردد نہیں کیا۔ اگر میں کسی کو دوست بناتا تو ابو بکرؓ کو دوست بناتا، لیکن آگاہ رہو کہ تمہارا ساتھی (محمد ﷺ) تو اللہ کا دوست ہے!“

نبی اکرم ﷺ کے نزدیک حضرت ابو بکر صدیقؓ کا درجہ بہت بلند تھا اور اسی وجہ سے ان کی بیٹی (عائشہؓ) کے ساتھ شادی کی۔ اس عمل سے دونوں کے درمیان خاندانی قرابت واقع ہوئی اور باہمی تعلق مزید پختہ ہو گیا۔ اسی طرح آپ ﷺ نے سیدہ خنصہ بنت عمرؓ کے ساتھ شادی کی اور خاندانی قرابت قائم کی۔ حضرت عمر فاروقؓ ایک باصلاحیت اور زیرک انسان تھے۔ ان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسلام اور مسلمانوں کو عزت بخشی اور دین کے میناروں کو بلند کیا۔ حضرت عثمان غنیؓ کے اکرام میں آپ ﷺ نے اپنی دونوں بیٹیاں (رقیہ اور ام کلثومؓ) ان کے نکاح میں دیں۔ نیز حضرت علی مرتضیٰؓ سے اپنی سب سے لاڈلی بیٹی فاطمہؓ کا نکاح کیا۔ یہ چاروں خلفاء بڑے بلند درجے کے صحابی ہیں اور امت مسلمہ میں آپ ﷺ کے بعد دین کی نشر و اشاعت میں آپ ﷺ کے صحیح جانشین ہیں اور آپ ﷺ کی دعوت کو قائم کرنے والے ہیں۔

چوتھی قسم: سیاسی حکمت

نبی اکرم ﷺ نے تالیف قلوب اور افتراق زدہ قبائل کو جمع کرنے کے لیے ان قبائل میں شادیاں کیں۔ کیونکہ جب انسان کسی قبیلے سے یا کسی خاندان میں شادی کرتا ہے تو ان دونوں قبیلوں کے درمیان قرابت واقع ہو جاتی ہے۔

پہلی مثال: آپ ﷺ نے قبیلہ بنی مصطلق کے سردار کی بیٹی سیدہ جویریہؓ کے ساتھ شادی کی۔ وہ اپنی قوم اور رشتہ داروں کے ساتھ (غزوہ مرتسیع میں) قید ہو کر آئی تھیں۔ جیسا کہ عائشہؓ کی روایت ہے۔ وہ فرماتی ہیں:

اصاب رسول الله ﷺ نساء بنی المصطلق، فاخرج الخمس منه ثم قسمه بين الناس، فاعطى الفرس سهمين والرجل سهما، فوقع (جویریہ بنت الحارث) فی سهم ثابت بن قیس، فجاءت الی الرسول فقالت: یا رسول الله انا جویریة بنت الحارث سید قومہ، وقد اصابنی من الأمر ما قد علمت، وقد کاتبنی ثابت علی تسع اواق، فاعیننی علی فکاکی، فقال علیہ السلام: ((أَوْخَيْرُ مِنْ ذَلِكَ؟)) فقالت: ما هو؟ فقال: ((أَوْدَى عَنْكَ كِتَابَتُكَ وَأَتَزَوَّجُكَ)).. فقالت: نعم یا رسول الله۔ فقال رسول الله: ((قَدْ فَعَلْتُ)) (۲۰)

”رسول اللہ ﷺ کے پاس بنی مصطلق کی عورتیں (قید ہو کر) آئیں۔ آپ ﷺ نے مال غنیمت میں سے خمس لے لیا، پھر اس کو لوگوں کے درمیان تقسیم کیا۔ گھوڑے والوں کو دو حصے اور ایک آدمی کو ایک حصہ دیا۔ جویریہ بنت الحارث، ثابت بن قیسؓ کے حصے میں آئیں۔ جویریہ آپ ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کیا کہ میں جویریہ بنت الحارث اپنی قوم کے سردار کی بیٹی ہوں اور مجھے یہ تکلیف پہنچی ہے اور ثابت بن قیس نے مجھے نواقہ چاندی کے بدلے میں مکاتب بنایا ہے۔ تو آپ ﷺ میری گردن چھڑانے میں مدد کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں اس سے بہتر معاملہ تیرے ساتھ نہ کروں؟ وہ کہنے لگی وہ معاملہ کیا ہے؟ فرمایا: میں تیرے بدلے مکاتب ادا کر کے تیرے ساتھ شادی کر لوں! حضرت جویریہ کہنے لگیں: ٹھیک ہے یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے ایسا کر لیا۔“

اس پر تمام مسلمانوں نے اپنے قیدی اس بنا پر آزاد کر دیے کہ اب یہ ہمارے سرالی ہیں۔ (۲۱) جب بنو مصطلق قبیلہ والوں نے یہ حسن اخلاق دیکھا تو وہ بہت متاثر ہوئے اور سب اسلام لے آئے اور دین اسلام میں داخل ہو گئے۔ پس یہ شادی حضرت جویریہؓ کی قوم اور ان کے رشتہ داوروں کے لیے باعث برکت بنی اس لیے کہ اس شادی کی وجہ سے وہ اسلام میں داخل ہوئے اور غلامی سے نجات ملی۔ اس طرح حضرت جویریہؓ اپنی قوم کے حق میں امن والی عورت بنی۔

دوسری مثال: اسی طرح آپ ﷺ نے صفیہ بنت حی بن اخطب کے ساتھ ان کے شوہر کے قتل ہونے کے بعد شادی کی جو غزوہ خیبر میں مسلمانوں کے ہاتھوں قید ہوئی تھیں۔ یہ بڑی صائب الرائے اور اپنی قوم میں بلند مقام و درجہ رکھتی تھیں۔ آپ ﷺ نے ان کو دو کاموں کے بارے میں اختیار دیا۔

☆ آپ ﷺ ان کو آزاد کر کے ان کے ساتھ شادی کر لیں۔

☆ ان کو آزاد کر کے اپنے گھر کی طرف لوٹا دیا جائے۔

حدیث شریف میں ہے:

روى أَن (صفية) رضى الله عنها لَمَّا دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَهَا: ((لَمْ يَزَلْ أَبُوكَ مِنْ أَشَدِّ الْيَهُودِ لِي عَدَاوَةً حَتَّى قَتَلَهُ اللَّهُ)). فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ: إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ فِي كِتَابِهِ: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى﴾ (۲۲)

”سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ جب میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ عقد نکاح میں آئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا باپ یہود میں میرا سخت ترین دشمن تھا یہاں تک کہ اللہ نے اس کو قتل کر دیا۔ پھر کہنے لگیں: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں ”اور (قیامت کے دن) کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔“

رسول کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: اختاری (میں تمہیں اختیار دیتا ہوں) تم نے اپنے نفس کو میرے لیے روک لیا۔ اگر تو یہودیت کو اختیار کرتی تو قریب تھا کہ میں تجھے آزاد کر کے اپنی قوم کی طرف بھیج دیتا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: میں نے اسلام کو پسند کیا اور میں نے آپ ﷺ کو سچا پایا آپ کی دعوت پہنچنے سے پہلے اور

مذہب یہودیت میں دھوکا ہی تھا۔ اور اسلام میں نہ میرا کوئی بھائی ہے اور نہ لڑکا، پھر بھی آپ نے مجھے کفر اور اسلام کا اختیار دیا۔ پس میں نے اپنے آپ کو اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے لیے قربان کر دیا۔

تیسری مثال: اسی طرح آپ ﷺ نے اُم حبیبہ رملہ بنت سفیان رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی۔ اس وقت ابوسفیان مشرکوں کے بڑے سردار تھے اور رسول اللہ ﷺ کے بڑے دشمن سمجھے جاتے تھے۔ لیکن ان کی بیٹی نے اسلام لا کر اپنے پہلے شوہر کے ہمراہ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ پھر ان کا شوہر حبشہ میں فوت ہو گیا اور یہ اکیلی رہ گئیں۔ نہ ان کا کوئی ولی اور نہ کوئی مددگار رہا۔ جب آپ ﷺ کو اس کا علم ہوا تو حضرت امیہ ضمری رضی اللہ عنہ کے ذریعے انہیں نکاح کا پیغام بھیجا۔ جب یہ بات نجاشی تک پہنچی تو وہ بہت خوش ہوا، کیونکہ نجاشی کو معلوم تھا کہ اگر یہ اپنے قبیلے کی طرف واپس لوٹیں تو ان کا باپ ان کو کفر پر مجبور کرتا یا ان کو بہت سخت عذاب دیتا۔ پھر اس نے چار سو دینار دے کر اور کچھ ہدایہ کے ساتھ ان کو مدینہ منورہ کی طرف روانہ کیا۔ جب یہ مدینہ منورہ پہنچی تو آپ ﷺ نے ان کے ساتھ شادی کی۔ جب ابوسفیان کو یہ خبر ملی کہ اُم حبیبہ کے ساتھ آپ ﷺ نے شادی کر لی تو ان کو اس بات پر افسوس نہ ہوا بلکہ اس پر فخر محسوس کیا، حالانکہ وہ اس وقت مسلمانوں کے دشمن تھے۔ ابوسفیان کی بیٹی کے ساتھ شادی کرنے کی حکمت اور سبب خود ان سے اور دیگر صحابہ سے بھی تکالیف کو دور کرنا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس عمل کے بعد ابوسفیان اور ان کی قوم کے رویہ میں نمایاں تبدیلی آئی۔

حوالہ جات و حواشی

(۱) اس میں اختلاف ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح ابو ہالہ سے ہوا یا عتیق بن عائد سے۔ ابن سعد کے مطابق ابو ہالہ اور جر جانی و ابن حجر کے مطابق عتیق بن عائد سے پہلا نکاح ہوا۔ اردو سیرت نگاروں میں علامہ شبلی نعمانی نے ابن سعد اور قاضی سلیمان منصور پوری نے جر جانی و ابن حجر کا قول اختیار کیا ہے۔ ابو ہالہ سے آپ کے دو فرزند ہند اور حارث تھے۔ بعض روایات کے مطابق حارث اسلام کے پہلے شہید تھے جبکہ ہند جنگ جمل میں شہید ہوئے۔ اسی طرح عتیق بن عائد سے آپ کی ایک بیٹی تھیں اور ان کا نام بھی ہند تھا۔ اسی وجہ سے آپ اُم ہند کے نام سے پکاری جاتی تھیں۔ آپ کی تمام اولاد اسلام لائی اور آپ ﷺ کی کفالت میں رہی۔

(۲) حضرت سودہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما کا نکاح چونکہ قریب قریب ایک ہی زمانہ میں ہوا اس لیے مؤرخین میں اختلاف ہے کہ کس کو تقدم حاصل ہے۔ ابن اسحاق کے مطابق حضرت سودہ کو تقدم حاصل ہے اور اسی کو امت کے بڑے طبقے نے قبول کیا ہے۔

(۳) ابہر سکرا بن عمرو سے آپ کے ایک فرزند عبد الرحمن تھے جو جنگ جلولاء میں شہید ہوئے تھے۔ ان کی کفالت اور تربیت بھی آپ ﷺ کے ہاتھوں ہوئی تھی۔

(۴) نکاح کے وقت عمر مبارک کیا تھی اس پر اختلاف ہے۔ اگرچہ سیرت نگاروں کے کثیر طبقے کی رائے یہ ہے کہ چھ سال کی عمر میں نکاح اور نو سال کی عمر میں رخصتی ہوئی لیکن بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ رخصتی کے وقت عمر مبارک اٹھارہ سال تھی۔ اس حوالے سے ماضی میں کافی کام ہوا ہے تاہم کافی کام کی گنجائش اب بھی موجود ہے۔

(۵) بڑے بڑے جلیل القدر اصحاب رسول نے آپ سے روایت کی ہے۔ آپ کی روایات کی کل تعداد دو ہزار دو سو دس ہے۔ راقم (محمد علی الصابونی) نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تمام روایات، آثار اور فتاویٰ (جن کی مجموعی تعداد

چار ہزار تین سو سات ہے) کو جمع کر کے اس کا ترجمہ کیا ہے جو ہنوز غیر طبع ہے۔

(۶) خنیس کے بارے میں قاضی سلیمان منصور پوری کی رائے یہ ہے کہ یہ بدر میں نہیں بلکہ احد میں شہید ہوئے تھے۔ تاہم شبلی سمیت دیگر بہت سے سیرت نگاروں کی رائے میں ان کی شہادت احد میں ہوئی تھی۔ ان سے حضرت حفصہ کی کوئی اولاد نہیں تھی۔

(۷) ان کا پہلا نکاح طفیل، دوسرا عبیدہ اور تیسرا عبد اللہ بن جحش سے ہوا۔ آپ ﷺ سے حضرت زینب کا چوتھا نکاح ہوا تھا اور محض دو تین مہینے آپ ﷺ کی معیت میں رہ کر انتقال ہو گیا۔

(۸) عبد اللہ بن عبد الاسد جو کہ ابوسلمہ کی کنیت سے مشہور تھے وہ گیارہویں شخص تھے جو اسلام لائے۔ ان کی نماز جنازہ میں آپ ﷺ نے نو تکبیریں کہیں۔ لوگوں نے نماز کے بعد پوچھا: یا رسول اللہ! آپ ﷺ کو سہو تو نہیں ہوا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ ہزار تکبیر کے مستحق تھے۔“

(۹) اہل سیر کے نزدیک حضرت ام سلمہؓ وہ پہلی خاتون تھیں جنہوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ آپ کی وفات بھی تمام امہات المؤمنینؓ کے بعد ہوئی۔

(۱۰) علامہ شبلی نعمانی کے مطابق آپ ﷺ سے نکاح کے وقت ان کی عمر پینتیس سال تھی جبکہ قاضی سلیمان منصور پوری کے مطابق عمر مبارک چھتیس سال تھی۔

(۱۱) عبید اللہ بن جحش دائم النمر تھا اور عیسائی ہو گیا تھا۔ ہجرت حبشہ کے وقت یہ حضرت ام حبیبہؓ کے ساتھ تھا اور حبشہ ہی میں ارتداد کی حالت میں اس کا انتقال ہوا۔

(۱۲) حضرت صفیہؓ کا پہلا نکاح سلام بن مشکم سے ہوا اس نے طلاق دی تو اس کے بعد اسلام کے سخت ترین دشمن کنانہ بن ابی الحقیق سے نکاح ہوا جو غزوہ خیبر میں مارا گیا۔

(۱۳) صحیح البخاری (۶۲/۴)، سنن النسائی (۱۳۶/۶)، مستدرک حاکم (۳۹۰/۳)

(۱۴) صحیح البخاری (۸۶/۱)، مسلم باب الحيض (۶۰/۱)، مسند احمد (۱۲۲/۶)

(۱۵) مسند احمد (۳۰۶/۶)، التمهيد لابن عبد البر (۳۳۶/۸)

(۱۶) اس حوالے سے اگر دیکھیں تو ازواج مطہراتؓ سے مروی روایات کی تفصیل حسب ترتیب کچھ یوں ہے۔ حضرت خدیجہؓ پانچ روایات، حضرت عائشہؓ دو ہزار دو سو دس روایات، حضرت حفصہؓ ساٹھ روایات، حضرت ام سلمہؓ تین سو اٹھتر روایات، حضرت جویریہؓ سات روایات، حضرت ام حبیبہؓ پینسٹھ روایات، حضرت صفیہؓ دس روایات اور حضرت میمونہؓ چھتر روایات۔ ان روایات کی مجموعی تعداد دو ہزار آٹھ سو گیارہ بنتی ہے۔

(۱۷) مسلم (۱۸۸۴/۴)، طبرانی (۲۹۸/۱۲)

(۱۸) الحاوی الفتاویٰ للسيوطی (۱۰۰/۲)

(۱۹) مسند احمد (۴۳۹، ۴۳۳، ۳۷۷/۱)، قرطبی (۴۰۰/۵)

(۲۰) سنن الکبریٰ للبیہقی (۳۲۵/۶)، مسند شافعی (۵۶۵/۱۱)

(۲۱) شبلی کے مطابق آزاد کردہ غلاموں کی تعداد سات سو تھی۔

(۲۲) الطبقات الکبریٰ لابن سعد (۸۸/۸)

